جناب عبدالحکیم سیف

نظریہ پاکستان اور علامہ اقبال رح

لازمی بات ہے کہ ہر قوم کے کچھ قومی مقاصد و نظریات ہوتے ہیں جن کی تکمیل کے لیے وہ ہر وقت کوشاں رہتی ہے۔ اس قوم کی بقاء ترقی کا انحصار ان نظریات کی نشو و نما پر ہوتا ہے جس قدر یہ قومی مقاصد پایۂ تکمیل کو پہنچیں گے اور ان قومی نظریات کو فروغ ہوگا اسی قدر وہ قوم رفعت و عظمت سے ہم کنار ہوگی اور جتنا ان نظریات میں اضمحلال آئے گا اتنا ہی قومی بنیادوں میں ضعف آئے گا اور اس کی ذلّت و پستی بڑھتی جائے گی۔ پاکستان میں بھی ایک قوم (مسلمان) آباد ہے۔ پاکستانی قوم اور مسلمان ایک ہی چیز کے دو نام ہیں اور مسلمان کے نظامِ زندگی اور نظریۂ حیات کا نام اسلام ہے گویا پاکستان کا نظریہ اسلام ہے جس کی حفاظت و ترقی نہ صرف اس لیے ضروری ہے کہ پاکستان میں مسلمان آباد ہیں بلکہ اس لیے اور لازم ہے کہ پاکستان جو برصغیر کی تقسیم کے بعد وجود میں آیا ہے اسی بنیاد پر قائم ہوا ہے۔ برصغیر کے مسلمانوں نے اپنے قومی تشخص کی حفاظت اور اپنے نظریات و روایات کو پروان چڑھانے کے لیے اس خطہ کو حاصل کیا اور اس کے لیے بیش بہا قربانیاں دیں۔

سخت دکھ ہوتا ہے جب ہم میں سے بعض لوگ اپنے قومی نظریہ (نظریۂ پاکستان) کی تشریح و توضیح میں عجیب و غریب اقتصادی اور سیاسی توجیہات پیش کرتے ہیں، اور اصل الاصول مقصد کو گول کر جاتے ہیں۔ حالانکہ اس ایک بڑے مقصد کو عملی جامہ پہنانے سے ہمارے تمام روگ دور ہو سکتے ہیں اور اسلام کی کارفرمائی میں نہ صرف بندے اور خدا کا تعلق مضبوط ہوتا ہے بلکہ جبر و استحصال اور ہر قسم کی عدمِ مساوات کا خاتمہ ہو کر رہ جاتا ہے۔ درحقیقت ہماری صفوں میں کچھ منافقین آگھسے ہیں جن کو اسلام پر کامل یقین نہیں ہے۔ وہ اسلام کی بعض پابندیوں سے خائف ہیں اور اس سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لیے ادھر ادھر جھانکتے

ہیں۔ ہمیں تسلیم کرنا ہوگا کہ برصغیر کے مسلمانوں نے اپنی ثقافت و روایات کو زندہ و تابندہ رکھنے کے لیے اس خطۂ پاکستان کو حاصل کیا تھا اور اسلامی ثقافت ہی وہ مکمل اور جامع نظامِ حیات ہے جس پر عمل پیرا ہونے سے دین و دنیا کی فلاح و نجات حاصل ہوتی ہے۔

دو شخصیتیں ہیں جن کے بغیر تاریخ پاکستان کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔

۱۔ مفکرِ پاکستان ڈاکٹر محمد اقبال مرحوم ۲۔ بانیٔ پاکستان قائداعظم محمد علی جناح

علامہ اقبال کو مفکرِ پاکستان کے لقب سے یاد کرنے کا مطلب یہ ہے کہ فکرِ اقبال کو پاکستان کی بنیاد میں بڑا دخل ہے اور اس حقیقت سے مجال انکار نہیں ہو سکتا کہ علامہ اقبال ہی تھے جنہوں نے اپنے فلسفہ و شاعری سے اسلامیانِ ہند کو خوابِ خرگوش سے بیدار کیا۔ ان میں اسلامی روح پھونکی۔ انہیں خودی، حریت اور عشقِ رسول کا درس دیا، مسلمانوں کو ان کی عظمتِ رفتہ یاد دلائی۔ ان میں جوش بھرا۔ حوصلہ بلند کیا۔ لہٰذا اقبال مرحوم کے نظریات میں جھانک کر دیکھنے سے نظریۂ پاکستان واضح ہو جاتا ہے۔ پاکستانی قوم کا نصب العین نکھر کر سامنے آجاتا ہے تو آئیے کلامِ اقبال پر مختصر نظر ڈالیں۔

علامہ اقبال اسلام کے بہت بڑے مداح و حامی اور اسلاف کی سی عظمتِ رفتہ کے طلبگار ہیں۔ وہ اسلامی نظریات پر مکمل یقین رکھتے ہیں اور پوری قوم کے لیے اس نشۂ اسلام سے سرشار ہو جانے کی یوں دعا کرتے ہیں ؎

شراب کہن پھر پلا ساقیا — وہی جام گردش میں لا ساقیا
مجھے عشق کے پر لگا کر اڑا — میری خاک جگنو بنا کر اڑا
تڑپنے پھڑکنے کی توفیق دے — دلِ مرتضیٰ، سوزِ صدیق دے

اسلام کو فرسودہ کہنے والوں اور اپنے آپ کو مسلمان کہلانے میں شرم محسوس کرنے والوں کے لیے ڈاکٹر اقبال کے اس اندازِ فکر میں دیدۂ عبرت ہے۔ جدت پسندوں اور ماڈرن اندازِ فکر میں اندھے ہو جانے والوں کو کچھ تو سوچنا چاہیے کہ وہ کدھر جا رہے ہیں ڈاکٹر اقبال نعرہ فرما کر ؎

خیرہ نہ کر سکا مجھے جلوۂ دانشِ فرنگ — سرمہ ہے میری آنکھ کا خاکِ مدینہ و نجف

واضح کر دیا ہے کہ ایک مسلمان کے لیے سب سے بڑا فخر تعلق بنی عربی صلی اللہ علیہ وسلم ہے، اور اسلام کی حقیقی روشنی کے مقابلے میں جدید نظریات کی ظاہری چمک دمک ایک فریب سے زیادہ نہیں ہے پھر اس قوم مسلم کی نظریۂ اسلام سے مکمل وابستگی پیدا کرنے کے لیے لازم ہے کہ رہبرِ کامل صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے عشق کو ان میں عام کیا جائے۔ اقبال کی شاعری کا بیشتر حصہ عشق محمدی پر مشتمل ہے وہ عشق محمدی سے سرشار ہیں اور پوری قوم کو ان کے واحد رہبرِ کامل صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و اطاعت میں فنا دیکھنا چاہتے ہیں۔ فرماتے ہیں

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

نیز فرمایا:

ہر کہ عشق مصطفیٰ سامان اوست!
بحر و برّ در گوشۂ دامانِ اوست!

اتحادِ ملت کے لیے انتہائی ضروری ہے کہ پوری ملت کو اس کے اپنے واحد نظریہ (اسلام) میں پختہ کیا جائے اور اسے دنیا کے تمام مختلف نظریات اور ان کے بانیوں پر ایمان و یقین کی ملاوٹ سے پاک کر کے واحد عظیم رہبرِ صادق صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و پیروی سے مزین و آراستہ کیا جائے۔ اس کے رگ و ریشے میں اسلام اور بانیٔ اسلام کی محبت یوں رچ بس جائے کہ اس کی نظروں میں دنیا کی ہر شئے ہیچ ہو کر رہ جائے۔ کس قدر دکھ کی بات ہے کہ آج ملتِ اسلامیہ کی وحدت پارہ پارہ ہو چکی ہے۔ مسلمان دورِ حاضر کی تہذیب کی چکاچوند ملمع سازی کے فریب میں گرفتار ہو چکے ہیں وہ اس دور کے جدید افکار پر فریفتہ ہو کر مختلف ٹولیوں میں منقسم ہو چکا ہے۔ اس نے اپنے آقا و ہادی صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کو فراموش کر کے کئی نئے آقاؤں کی غلامی کا طوق اپنے گلے میں ڈال لیا ہے۔ ڈاکٹر اقبال مرحوم فرما گئے ہیں کہ جدید افکار محض فریب ہیں۔ یہ نئے آقا و مرشد نہایت عیار و مکار ہیں جو مسلمانوں کو اپنے دامِ تزویر میں گرفتار کر کے ان کی عظمت و رفعت کی راہ میں زبردست رکاوٹ بن رہے ہیں ۔

نگہ کو خیرہ کرتی ہے چمک تہذیب حاضر کی
یہ صناعی مگر جھوٹے نگوں کی ریزہ کاری ہے

آج کی بعض اقوام نے کچھ مخصوص افکار و اعمال کو اپنا کر بلندی حاصل کی ہے، ترقی و کامرانی نے ان کا استقبال کیا ہے۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ تمام تر ترقی و خوش حالی بعض اسلامی اصولوں محنت، اتحاد اور پُرخلوص جد وجہد کی رہین منت ہے جس سے یہ سبق حاصل ہوتا ہے کہ اگر اسلامی اصولوں کو مکمل طور پر اپنا لیا جائے تو اس سے بھی کہیں بڑھ کر کامیابی حاصل کی جا سکتی ہے۔

نظریۂ پاکستان یعنی اسلام ہمیں ایک عظیم قومیت کی لڑی میں پروتا ہے یہ قومیت ایک نظریاتی قومیت ہے جو عقیدہ و تصور اور افعال و اعمال کے اتحاد کے ذریعہ وجود میں آئی ہے جس کی جڑیں نہایت گہری ہیں اور یہی وہ نظریہ ہے جس کے اپنانے میں عالم اسلام کی فلاح و بہبود کا راز پوشیدہ ہے۔ یہ ایک عظیم قوم کی عظمت و رفعت کا ایسا محور و مرکز ہے جو کفر و باطل کے لیے سامانِ موت اور جہالت و ضلالت کی تباہی کا نشان ہے۔ اسی لیے بروئے ارشادِ نبوی الکفر ملة واحدة (کہ تمام کافر مسلمانوں کے مقابلے میں ایک ہیں) دنیا کی تمام حق دشمن قوتیں اسی نظریہ کو مٹانے کے در پے ہیں۔ انھوں نے بھانپ لیا ہے کہ جب یہ نظریہ مٹے گا یا کم از کم کمزور ہو گا تو اتحادِ اسلام میں رخنہ اندازی ہو گی پھر یہ مسلمان غلبہ حاصل کرنا تو کجا رہا ہمارے مقابلے میں پرِکاہ ثابت ہوں گے اور عجب بھی میں سمائے گا ان کو تہس نہس کر دیا جائے گا۔ ڈاکٹر اقبال نے جو اس نظریۂ اسلام کے ذریعے وجود میں آنے والی قومیت کے بہت بڑے داعی اور اسلامی قومیت کی قوت و توانائی سے پوری طرح واقف ہیں۔ فرمایا اور مرکزِ اسلام کی حفاظت و سربلندی کے لیے دنیا بھر کے مسلمانوں کو ان الفاظ سے پُر زور دعوت دی ؎

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے
نیل کے ساحل سے لے کر تا بخاکِ کاشغر

یہ المناک اور افسوسناک صورتِ حال نہایت مایوس کن اور مضرت رساں ہے کہ آج

کا مسلمان چند اور قومیتوں پر نازاں و شاداں دکھائی دیتا ہے اور اس طرح اسلامی قومیت کو پارہ پارہ کرنے کا سامان مہیا کر رہا ہے کچھ لوگ علاقائی حد بندیوں اور جغرافیائی حدود میں سمٹ کر نئی قومیت کا یوں پرچار کر رہے ہیں کہ گویا یہ علاقہ، صوبہ یا ملک ہی ان کا خدا ہے اور اس سے باہر کے لوگ خواہ وہ مسلمان ہی کیوں نہ ہوں ان کے غیر علاقے اور صوبے میں آباد ہونے کی بنا پر ان کے دشمن ہیں۔ اگر کچھ تعلقات و روابط رکھے جاتے ہیں تو صرف اس لیے کہ ان میں ان کا تجارتی، اقتصادی اور سیاسی مفاد ہوتا ہے اور بس اس لیے نہیں کہ ارشاد نبوی ہے :-

"تمام مسلمان ایک جسم کی طرح ہیں کہ ایک آنکھ کو دکھ ہو تو پورا جسم تڑپنے لگتا ہے اسی طرح ایک مسلمان خواہ وہ دنیا کے کسی کونے میں آباد ہو جب یہ سنے کہ اس سے کہیں دور آباد مسلمان مصائب و آلام یا ظلم و ستم کا شکار ہیں تو دوریٔ وطن اور فرقِ زبان نیز رنگ و نسل کے مختلف ہونے کے باوجود اس کا دل تڑپ اٹھے تو مسلمان ہے ورنہ نہیں"

بعض لوگ ہیں کہ انہوں نے اپنی صوبائی زبان کو معبود بنا لیا ہے اور وہ اس کے پجاری بن کر رہ گئے ہیں۔ دوسری زبان بولنے والے خواہ وہ ان کے اپنے ملک کی قومی زبان ہی کے بولنے والے ہوں یا شاید دنیائے اسلام کی زبان "عربی" ہی کیوں نہ بولتے ہوں۔ ان کے نزدیک غیر ہیں۔ خدا بیڑا غرق کرے ان وطنی، جغرافیائی اور لسانی تعصبات کا کہ جن سے پیدا ہونے والی غیریت کی بُوتے نہ صرف ہمارے ملک کو بدبودار کیا بلکہ پورے عالمِ اسلام کو اپنی لپیٹ میں لے کر تباہی کے دہانے پر لاکھڑا کیا ہے۔ شاعرِ ملتِ اسلامیہ نے ان تمام بتوں کی بت شکنی کا حکم بایں طور پر دیا ؎

بتانِ رنگ و بو کو توڑ کر ملت میں گم ہو جا
نہ ایرانی رہے باقی نہ تورانی نہ افغانی

اس طرح نسل اور ذات پات کی بنیاد پر قائم ہونے والی دھڑے بندیوں کا حال ہے، اللہ تعالیٰ نے ان کی حقیقت کا یوں اظہار فرمایا ہے کہ :-

"اللہ تعالیٰ نے تم کو مختلف قبیلوں اور قوموں ذاتوں میں منقسم کیا ہے تاکہ تم
ایک دوسرے کو پہچان سکو"

یہ نہیں کہ ان قبیلوں اور ذاتوں کو اس قدر عزیز جاننے لگو کہ ان کے سوا سب گردن زدنی قرار دیئے جاویں اور اسلامی اخوت کو ثانوی درجہ دے دیا جائے پھر اپنی نسلی قومیت اور ذات پات پر فخر کرنا اور اسے عظمت و فضیلت کی بنیاد بنالینا تو بالکل ہی باطل ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ فرما کر:-

"اللہ کے یہاں اکرام و عظمت ایک شخص کے لیے اسی قدر زیادہ ہے جس قدر
وہ تقوے اور پرہیزگاری میں بڑھا ہوا ہے۔"

اس قسم کی تمام برتریوں کو توڑ پھوڑ کر رکھ دیا ہے۔ ڈاکٹر اقبال مرحوم نے اس قسم کی گروہ بندیوں اور احساس برتری پر بایں الفاظ اظہار نفرین کیا ہے ؎

یوں تو سیّد بھی ہو مرزا بھی ہو افغان بھی ہو
تم سبھی کچھ ہو بتاؤ تو مسلمان بھی ہو ؟

تسلیم ہے کہ ایک شخص کو اپنے وطن، علاقہ، صوبہ اور زبان و ذات سے پیار ہوتا ہے اور ہونا چاہیئے مگر ان سب سے بڑھ کر اور وسیع تر ایک اور ایک برادری و اتحاد ہے جو ہمیں سب سے زیادہ عزیز ہونا چاہیئے وہ جس کی بنیاد نظریۂ اسلام ہے اسی طرح مرکز اسلام اور تعلیمات اسلامیہ کی ماخذ زبان "عربی" نیز ہر اس شئے سے محبت بالاتر ہونی چاہیئے جس کا تعلق ہمارے اس فکر اور نظریۂ اسلام سے ہے غرضیکہ ہمیں اول و آخر مسلمان ہونا چاہیئے۔ اسلامی اخوت کی کمزوری سے ہماری مسلمان قوم کمزور ہوگی جس میں ہمارا اپنا نقصان ہے۔

نظریۂ اسلام ہی ہے جس میں دنیا کی سلامتی اور امن کا وہ پیغام ہے جس کی نظیر کسی اور مذہب و نظریے میں قطعاً نہ ملے گی گویا اس کے پروان چڑھنے اور ترقی کرنے میں پورے عالم کی بھلائی ہے۔ دنیا بھر کو چین و سکون حاصل کرنے اور مطمئن زندگی سے ہمکنار ہونے کے لیے اس نظریہ کو اپنانا ہوگا۔ حسن اخلاق اور حقوق و آداب نیز ذمہ داریوں اور فرائض کا جو خاکہ اسلام نے پیش کیا ہے کوئی ہے جو اس کے مقابلے میں اس کا عشر عشیر بھی کسی مذہب

و فلسفے میں پیش کرے تو پھر اس نظریے کی ترقی اور سربلندی کے لیے کوشاں ہونا انسانیت کی خدمت ہے اور یہ تب ہی ممکن ہے کہ پہلے اس نظریہ کے نام لینے والوں کی شیرازہ بندی کی جائے اور ان کا اس پر کامل یقین ہو جائے اور اس کی سربلندی کے لیے پورے یقین سے متحد ہو کر کام کریں ان کے اتحاد کی قوت سے ان شاء اللہ تعالیٰ یہ نظریہ بلند ہو گا۔ علامہ اقبالؒ اس نظریے کی بالادستی کے لیے کس قدر بے چین نظر آتے ہیں اور مسلم قوم کو کس پرزور انداز میں اس نظریہ کے تحت متحد ہونے کی ترغیب دے رہے ہیں۔ فرماتے ہیں

بازو تیرا توحید کی قوت سے قوی ہے
اسلام تیرا دیس ہے تو مصطفوی ہے

شاید یہ کہا جائے کہ اس ملک میں غیر مسلم بھی بستے ہیں ان پر اپنے نظریے کو ٹھونسنا انصاف اور رواداری کے خلاف ہو گا۔ ایسی متعصب اسلامی حکومت کا اس دور میں چلنا ناممکن ہے۔ یہ حکومت آج کے جدید تقاضوں کا ساتھ نہ دے سکے گی۔ اس قسم کی منطق جھاڑنے والوں کے لیل و نہار پر نظر ڈال کر اندازہ ہو گا کہ درحقیقت ان کا یہ انداز گفتگو اور طرز استدلال "چور کی داڑھی میں تنکا" کے مترادف ہے وہ اسلامی حکومت کو اپنے لیے پیغام موت سمجھتے ہیں۔ ان کو علم ہے کہ اسلام انہیں کب اجازت دے گا کہ رنگ رلیوں اور شراب و کباب کی محفلوں کو برملا برپا کیا جائے۔ وہ تو محرمات و منکرات پر ضرب کاری اور سخت قدغن لگائے گا یا پھر اس قسم کے لوگ اسلامی حکومت کی حقیقت سے ناواقف ہیں۔ انہیں کون بتائے کہ اسلام کی سی رواداری اور اقلیت کے حقوق کی حفاظت و نگہداشت کسی اور نظریے میں ممکن نہیں۔ یہ ایک وسیع الظرف اور وقت کا ساتھ دینے والا نظریہ ہے۔ بھلا وہ مذہب اور نظریۂ حیات جس کا دعوے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے قیامت تک کے لیے مکمل اور جامع صورت دے کر نازل کیا ہے ہماری ضروریات اور وقت کے تقاضوں کو کیونکر نہ پورا کر سکے گا۔

مسلمانو! نظریۂ پاکستان یعنی اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے جو زندگی کے ہر شعبے کے لیے مکمل تعلیمات پیش کرتا ہے مگر وائے بد قسمتی کہ ہم نے اپنے پاک وطن کے

سرزمین کو اس نعمت عظمیٰ سے محروم رکھا اور غدارانِ ملت اس سے بچاؤ کی چالیں چلتے رہے اور اب بھی جبکہ ہم اس نظریہ سے محرومی بلکہ غداری کی کافی سزا بھگت چکے ہیں اس نظریہ کے مٹانے کے درپے ہیں۔ دراصل اس طرح وہ بقیہ پاکستان کی تباہی کا سامان کر رہے ہیں۔ ڈاکٹر اقبال فرما گئے ہیں کہ ہماری نجات صرف اور صرف اسلام میں ہے اور یہی حقیقی کامیاب زندگی ہے ؎

گر تو مے خواہی مسلماں زیستن
نیست ممکن جز بقرآں زیستن

خدایا! ہمیں نظریہ پاکستان پر چلا اور ہر شر سے محفوظ فرما آمین ثم آمین

بقیہ: اکھنڈ ہندوستان کا قادیانی منصوبہ (صفحہ سے آگے)

لگی ان کی ۱۹۴۵ء سے ۱۹۴۷ء کے اوائل تک کی بعض تحریروں میں انگریزوں کے جانشین بننے کی توقع کی جھلک پائی جاتی ہے ان کی بعض تحریروں سے یہ بات بھی ظاہر ہوتی ہے کہ وہ تقسیم کے خلاف تھے اور ان سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ اگر تقسیم معرضِ عمل میں آ بھی گئی تو وہ برصغیر کے دوبارہ اتحاد کیلئے جدوجہد کریں گے۔" منیر رپورٹ ص ۱۹۶

تقسیم تو عمل میں آگئی اب دوسرا مرحلہ شروع ہو گیا ہے۔ قادیانی بھرپور کوشش کر رہے ہیں کہ برصغیر متحد ہو جائے اور خلیفہ ناصر احمد اپنے دادا جان کی گدی سنبھال سکیں۔

خوشخبری: صرف رمضان المبارک کے لئے تفسیر ثنائی مکمل سیٹ کی قیمت ۴۲/روپے۔ فتاویٰ ثنائیہ مکمل سیٹ قیمت ۳۷/روپے۔ فوراً موقعہ سے فائدہ اٹھائیں۔

ضروری اطلاع: ماہنامہ ترجمان الحدیث کی جلد ثالث اس شمارہ سے مکمل ہو چکی ہے جن اصحاب کو پرچہ نہ ملا ہو یا گم ہو گیا ہو دفتر میں اطلاع دے کر طلب کر سکتے ہیں، جن کی خریداری ختم ہو چکی ہے انھیں اطلاع دی جا رہی ہے براہِ کرم چندہ ارسال فرما دینا بصورت دیگر ضرور مطلع فرمائیں۔

ناظم دفتر ترجمان الحدیث ۷- ایبک روڈ- انارکلی لاہور